88734-نام ركھنے ميں تاخير كرنا

سوال

ہمارے ہاں بچے كى پيدائش ہوئى ليكن پينڈھا نہ ملنے كى بنا پر نام ركھنے ميں تقريبا پانچ ماہ تاخير ہو گئى، تو كيا اب ہم اس كا نام ركھ سكتے ہيں ؟

پسندیدہ جواب

بچے كا نام ركھنے كے وقت كى تحديد ميں كئى ايك احاديث آئى ہيں جن ميں سے چند ايك درج ذيل ہيں :

1—وہ احاديث جو پيدائش كے ساتويں روز بچے كا نام ركھنے كے استحباب پر دلالت كرتى ہيں :

عمرو بن شعيب عن ابيہ عن جدہ :

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے حكم ديا كہ بچے كا ساتويں روز نام ركھا جائے، اور اس كى گندگى دور كى جائے، اور اس كا عقيقہ كيا جائے"

سنن ترمذى حديث نمبر (2832) ترمذى نے اسے حسن غريب كہا ہے، اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے اسے صحيح ترمذى ميں حسن قرار ديا ہے.

سمرہ بن جندب رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا :

"ہر بچہ اپنے عقيقہ كے ساتھ رہن اور گروى ركھا ہوا ہے، ساتويں روز اس كى جانب سے ذبح كيا جائے، اور اس دن اس كا نام ركھا جائے اور اس كا سر منڈايا جائے"

سنن ابو داود حديث نمبر (2838) علامہ البانى رحمہ اللہ نے الارواء الغليل (385/4) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

2—وہ احاديث جو پہلے روز ہى نام ركھنے پر دلالت كرتى ہيں :

انس بن مالك رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا :

"رات ميرا ايك بيٹا پيدا ہوا ہے، جس كا نام ميں نے اپنے باپ كے نام پر ابراہيم ركھا ہے"

صحيح مسلم حديث نمبر (2315).

اور جمہور علماء كہتے ہيں كہ اولى اور بہتر يہى ہے كہ بچے كا نام ساتويں روز ركھا جائے، اور انس بن مالك رضى اللہ تعالى عنہ والى حديث صرف ولادت كے دن نام ركھنے كے جواز پر دلالت كرتى ہے نہ كہ استحباب پر.

ديكھيں : المغنى (356/9).

اور بعض مالكى اور امام نووى كہتے ہيں اور حنابلہ كے ہاں بھى ايك توجيہ ہے كہ ولادت كے پہلے روز نام ركھنا مستحب ہے اور اسى طرح ساتويں روز بھى مستحب ہے.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"سنت یہ ہے کہ بچے کا نام ولادت کے ساتویں روز رکھا جائے یا پھر ولادت کے روز" انتہی.

دیکھیں : الاذکار(286). مزید دیکھیں : الانصاف(111/4).

اورامام بخاری رحمہ اللہ کا مسلک ہے کہ جو شخص عقیقہ کرنا چاہے تو وہ عقیقہ کے دن ساتویں روز تک نام رکھنے میں تاخیر کرے، اور جو عقیقہ نہ کرنا چاہے وہ پہلے روز ہی نام رکھ لے"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور یہ (احادیث کے درمیان) بہت اچھا اور لطیف جمع جسے بخاری کے علاوہ کسی نے بھی جمع نہیں کیا" انتہی.

دیکھیں : فتح الباری(588/9).

اور عراقی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور یہی (یعنی ساتویں روز مستحب ہے) قول حسن بصری اور مالک اور شافعی اور احمد وغیرہ کا ہے.

اور ہمارے اصحاب کہتے ہیں : اس سے قبل نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں.

اور محمد بن سیرین اور قتادہ اور اوزاعی کا کہنا ہے :

جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی خلقت پوری ہو جاتی ہے اگر چاہیں تو اسی وقت اس کا نام رکھ سکتے ہیں.

اور ابن منذر کہتے ہیں : ساتویں روز بچے کا نام رکھنا بہتر اور اچھا ہے، اور جب چاہیں نام رکھ لیں.

اور ابن حزم کہتے ہیں : ولادت کے دن ہی بچے کا نام رکھا جائے، اور اگر ساتویں روز تک مؤخر کیا جائے تو یہ بہتر ہے.

اور ابن المھلب کہتے ہیں : جب بچہ پیدا ہو تو اسی وقت اس کا نام رکھنا جائز ہے، اور اس کے بعد بھی، لیکن اگر عقیقہ کرنے کی نیت ہو تو پھر سنت یہ ہے کہ ساتویں روز نام رکھا جائے، انہوں نے یہ امام بخاری کے قول سے لیا ہے جو انہوں نے باب باندھتے ہوئے کہا ہے :

عقیقہ نہ کرنا ہو تو ولادت کے دن ہی نام رکھنے کا باب. انتہی.

دیکھیں : طرح التثریب(5/203–204).

بہر حال اوپر جو بیان ہوا ہے وہ اس کی دلیل ہے کہ معاملہ جواز اور استحباب کے درمیان ہے، اور کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جو ساتویں روز نام رکھنے کو فرض کرتی ہو، اور اگر کوئی شخص ساتویں روز سے بھی نام رکھنے میں تاخیر کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ہمارے اصحاب وغیرہ کا کہنا ہے: پیدائش کے ساتویں روز نام رکھنا مستحب ہے، اوراس سے قبل اور بعد میں جائز ہے، اس سلسلہ میں صحیح احادیث ملتی ہیں" انتہی.

دیکھیں: المجموع (415/8).

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی بنا پر آپ کو چاہیے تو یہ تھا کہ آپ نئے مبارک بچے ان شاء اللہ کا نام پہلے یا ساتویں روز رکھ لیتے، پھر عقیقہ کا معاملہ آسانی تک چھوڑ دیتے کہ جب آسانی ہو عقیقہ کر لیا جائیگا، لیکن یہ ہے کہ اس میں امر استحباب کے لیے ہے، اوراسے ترک کرنا گناہ اور سزا کا موجب نہیں.

مزید آپ سوال نمبر (7889) اور (20646) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم.